محض ایک معمولی چیز قرار دینا اور اس کو رسول کی سنتی محبت سے تعبیر کرنا صرف انہی لوگوں کا کام ہو سکتا ہے جو رخسار و ذقن کے بالوں سے کچھ زیادہ دیکھنے کی نظر نہیں رکھتے۔

موجودہ نظام اور کسبِ معاش

"آپ کی تحریروں کو دیکھنے کے بعد میں اپنے موجودہ ذریعۂ معاش سے بیزار ہو رہا ہوں لیکن موجودہ نظامِ حکومت وتمدن کے ماتحت کسبِ حلال قریباً ناممکن التصور ہے۔ ملازمت، کاشتکاری، اور تجارت سب پیشوں میں حرام داخل ہو گیا ہے۔ پھر ہمارے لیے کونسا راستہ ہے؟"

آپ کا کہنا بجا ہے کہ ایک کافرانہ نظامِ تمدن و سیاست کے اندر رہتے ہوئے خالص حلال کی روٹی تقریباً محال ہے۔ مگر میں نے وسائلِ رزق کے معاملہ میں حلال و حرام کی تمیز پر اپنے مضامین میں بار بار جو زور دیا ہے، اس سے میرا مقصود یہ نہیں تھا کہ حلال ذرائع یہیں کہیں موجود ہیں، لوگ حرام ذرائع کو چھوڑ کر ان کو حاصل کر لیں۔ بلکہ اس سے میرا مقصود یہ تھا کہ حلال و حرام کی تمیز پیدا ہو جانے کے بعد ایک سچا مسلمان جب اپنے گرد و پیش کا جائزہ لے گا، تب اس کو صحیح اندازہ ہوگا کہ اس کفر کے تسلط کی بدولت وہ کس طرح چاروں طرف سے گندگیوں اور نجاستوں سے گھر گیا ہے۔ پھر اگر واقعی وہ پاکیزگی کا خواہاں ہو تو اس کے اندر اس نجاست خیز نظام کو مٹانے اور بدلنے کا شدید جذبہ پیدا ہوگا، اور وہ بر آن اس نظام سے سخت نفرت و کراہت کرے گا۔

اس اصولی بات کو سمجھ لینے کے بعد عملی نقطۂ نظر سے ہمارے لئے اگر کچھ ممکن ہے تو صرف یہ کہ زیادہ حرام کو چھوڑ کر کم حرام یا ملوث بہ حرام رزق کو مجبوراً گوارا کریں۔ خالص حلال کی قید کے ساتھ زندگی کا سامان بہم پہنچانا اس نظام کے اندر رہتے ہوئے ممکن نہیں ہے۔ اب یہ آپ کے حالات پر اور آپ کی قوتوں اور صلاحیتوں پر منحصر ہے کہ عملاً کونسے ذرائع آپ اختیار کر سکتے ہیں، جن میں حرام کی آمیزش کم سے کم ہو، اور آپ موجودہ کافرانہ نظام کے بقا و استحکام میں کم سے کم مددگار بنیں۔ عملاً اس میں کامیابی کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ آپ اپنے معیارِ زندگی کو بدلنے کے لئے تیار ہو

جائیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ بہت سے لوگ جن کے اندر حلال و حرام کی تمیز پیدا ہو چکی ہے، یہ شرط لگاتے ہیں کہ حلال تو ملے، مگر زندگی کا معیار وہی رہے جو حرام خوری کے زمانہ میں ہم نے اختیار کیا تھا۔ یہ شرط انہیں مجبوراً اسی حرام خوری میں مبتلا رکھتی ہے۔ حلال خوری پر آدمی قائم اسی وقت رہ سکتا ہے جب کہ وہ اس امر کا فیصلہ کر لے کہ کھانا بہر حال حلال ہے قطع نظر اس سے کہ وہ پلاؤ ہو یا چٹنی، پہننا بہر حال حلال ہے، خواہ وہ نفیس کپڑے ہوں یا ٹاٹ کا پیوند لگا ہوا گاڑھا۔

رشوت اور خیانت کو حلال سمجھنے والے

"سرکاری اہلکاروں کو جو نذرانے اور ہدیے اور تحفے ان کی طلب اور جبر و اکراہ کے بغیر کاروباری لوگ اپنی خوشی سے دیتے ہیں، انہیں ملازمت پیشہ حضرات بالعموم جائز سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ رشوت کی تعریف میں نہیں آتا۔ اس لئے یہ حلال ہونا چاہیے۔ اسی طرح سرکاری ملازموں کے تصرف میں جو سرکاری مال ہوتا ہے اسے بھی اپنی ذاتی ضرورتوں میں استعمال کرنا یہ لوگ جائز سمجھتے ہیں۔ میں اپنے حلقۂ ملاقات میں اس گروہ کے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں، مگر میری باتوں سے ان کا اطمینان نہیں ہوتا۔"

ایک شخص یا اشخاص سے دوسرے شخص یا اشخاص کی طرف مال کی ملکیت منتقل ہونے کی جائز صورتیں صرف چار ہیں۔ ایک یہ کہ ہبہ یا عطیہ ہو برضا و رغبت۔ دوسرے یہ کہ خرید و فروخت ہو، آپس کی رضامندی سے۔ تیسرے یہ کہ خدمت کا معاوضہ ہو، باہمی قرارداد سے۔ چوتھے یہ کہ میراث ہو، جو از روئے قانون ایک کو دوسرے سے پہنچے۔ ان کے ماسوا جتنی صورتیں انتقال ملکیت کی ہیں، سب حرام ہیں۔ اب دیکھنا چاہیے کہ جو روپیہ ایک اہلکار کسی صاحب غرض سے لیتا ہے۔ یا جو استفادہ وہ اس مال سے کرتا ہے جو دراصل پبلک کا مال ہے اور پبلک کاموں کے لئے اس کے تصرف میں دیا جاتا ہے، اس کی حیثیت کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ خرید و فروخت اور میراث کی تعریف میں تو آتا نہیں۔ پھر کیا وہ ہبہ یا عطیہ ہے؟ اس کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک سوال کا جواب کافی ہے۔ کیا یہ ہبہ یا عطیہ ایک اہل کار کو اس صورت میں بھی ملتا، جبکہ وہ اس منصب پر نہ ہوتا، یا پنشن پر الگ ہو چکا ہوتا؟ اگر نہیں تو یہ عطیہ یا ہبہ نہیں ہے کیونکہ یہ اس کے منصب کی